بحث و تحقیق

مولانا عبد الجبار سلفی☆

وسیلہ کیا ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز وسیلے کون سے ہیں؟
وسیلہ کے بارے میں فقہاءِ احناف کا حقیقت پسندانہ موقف!

"ایک بہتی ہوئی بڑی نہر کے کنارے میں چھوٹا سا شگاف پڑ جائے تو اسے فوراً ہی مٹھی بھر مٹی سے بند کر دینا عین دانش مندی ہے۔ اگر اس موقع پر سستی یا لااُبالی پن کا مظاہرہ ہو جائے تو وہ شگاف چند گھنٹوں بعد بڑا اور گہرا ہو جائے گا اور نہر کے کنارے کو تیزی سے بہالے جائے گا اور آن کی آن میں بستیاں غرقاب ہو جائیں گی"

اس مثال کی روشنی میں آپ بخوبی سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے کمال مہربانی سے نہ صرف یہ کہ امت مسلمہ کو مہلک اعمال سے روکا بلکہ ان راستوں کو بھی بند کر دیا جو ہلاکت گاہوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"ما تركت شيئا يقربكم إلى الله إلا وقد أمرتكم به وما تركت شيئا يبعدكم عن الله و يقربكم إلى النار إلا وقد نهيتكم عنه" (مشکوٰۃ)

"میں نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جو تمہیں اللہ کے قریب کرتی ہو مگر میں تمہیں بتا چلا ہوں اور کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو تمہیں جہنم کے قریب کرتی ہو اور اللہ سے دور کرتی ہو مگر تمہیں اس سے روک چلا ہوں۔"

سید البشر حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ "(ثواب سمجھ کر اپنی طرف سے کوئی) نیا عمل دین اسلام میں داخل کرنا بدعت ہے اور بدعت ضلالت ہے اور ضلالت وگمراہی جہنم میں ہے"

زیر بحث مسئلہ وسیلہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کے بعد جس نے سب سے زیادہ دور اندیشی سے کام لیا ہے وہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور حنفی بزرگانِ دین ہیں۔ چنانچہ انہوں نے قرآن وسنت کی روشنی میں اسی وسیلے کو اپنانے کا حکم دیا ہے جس کا اللہ اور رسول ﷺ نے حکم دیا اور نہر میں شگاف والی مثال کی طرح اس وسیلے سے روک دیا جو لاشعوری طور پر مسلمانوں کو کفر و شرک کے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے۔

☆ رکن مجلس التحقیق الاسلامی، ماڈل ٹاؤن، لاہور

وسیلہ کا لغوی معنی

لباب التأویل میں ہے: "الوسيلة فعيلة من وسّل اليه إذا تقرب"
''وسیلہ فعيلة کے وزن پر ہے وسّل إليه سے، جب کوئی قرب حاصل کرے''

قاموس اللغة میں ہے: "وسّل إلى الله توسيلا، عمل عملا تقرّب به إليه كتوسّل"
''اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کیا''

اس سے معلوم ہو گیا کہ وسیلہ کے معنی 'قرب حاصل کرنا' ہے۔

وسیلہ کا شرعی مفہوم

امام ابن کثیرؒ قرآن حکیم کی تفسیر میں ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ﴾ (المائدہ:۳۵) ''اے مؤمنو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو'' کے تحت فرماتے ہیں کہ:

> ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وسیلہ کا معنی قرب ہے یعنی وہ عمل کرنا جو اللہ کے قریب کردے۔ اس کے بعد جمہور مفسرین قرآن مثلاً امام حسن بصری، امام قتادہ، ابو وائل، عبداللہ بن کثیرؒ وغیرہ ہم جلیل القدر ائمہ تفسیر کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سب کی تفسیر یہی ہے: "تقربوا إليه بطاعته والعمل بما يرضيه" (اللہ کا قرب حاصل کرو، اس کی اطاعت کر کے اور اس کو خوش کرنے والے عمل کر کے) (ابن کثیر:۳/۵۲، ۵۳)

مرغوب شے تک پہنچنے کے لئے کوئی نیک عمل کرنے کو وَسیلہ کہتے ہیں۔ جبکہ پنجابی زبان میں وسیلہ اس سے مختلف معنی میں استعمال کیا جاتا ہے یعنی بزرگوں کے آستانوں پر جا کر ان سے حصولِ منفعت اور دفع ضر کی درخواست کرنا۔ افسوس کا مقام ہے کہ بعض پڑھے لکھے علماء بھی اس آیت سے پنجابی زبان میں مستعمل وسیلہ کا مفہوم مراد لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ میں دعائیں قبول کروں گا:
﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (سورۂ مؤمن:۶۰)
''اور تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں قبول کروں گا''

اور ان لوگوں کو عذاب کی دھمکی دی ہے جو اس کو پکارنے سے روگردانی کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دعا کی ترغیب کے ساتھ ساتھ وہ اعمال و وسائل بھی بتائے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور دعائیں یقینی طور پر قبول ہوتی ہیں اور ہمیں چاہئے کہ ہم وہی وسیلے

اپنائیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائے ہیں اور من گھڑت وسیلوں سے بچیں کیونکہ وہ بدعت سیئہ ہیں اور اللہ اور رسول ﷺ نے ان سے روکا ہے۔

جائز اور مستحب وسیلے

اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کا وسیلہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (سورۃ الاعراف:۱۸۰)

"اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں تم ان کے وسیلے سے اللہ کو پکارا کرو۔"

چنانچہ مسلمان کو چاہئے کہ دعا کے جلد قبولیت کیلئے اللہ کے اسماء حسنٰی کے ذریعے دعا کرے مثلاً

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ الرَّحمٰنُ الرَّحِيْمُ وَاللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ أَنْ تُعَافِيَنِی

"اے اللہ میں تجھ سے اس ذریعہ سوال کرتا ہوں کہ تو رحمٰن اور رحیم اور لطیف و خبیر ہے کہ مجھے سلامتی نصیب فرما" (التوسل وانواعہ از البانیؒ ص ۲۸) یا یوں کہے:

"اَللّٰهُمَّ أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِی وَسِعَتْ كُلَّ شَيْئٍ اَنْ تَرْحَمَنِیْ وَتَغْفِرَلِیْ"

"اے اللہ! میں تیری رحمت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو ہر چیز سے وسیع ہے کہ تو مجھ پر رحم فرما اور مجھے بخش دے" (ایضاً)

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ نماز میں اس طرح دعا کر رہا تھا:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْأَلُكَ يَا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوبِیْ إِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" (ابوداود، نسائی، احمد)

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اکیلے اور یکتا اور بے نیاز اللہ جو نہ جنا گیا اور نہ اس نے کسی کو جنا نہ کوئی اس کا شریک ہے کہ تو میرے گناہ بخش دے تو بخشنے والا مہربان ہے"

ایک آدمی کو آنحضرت ﷺ نے ان الفاظ میں دعا مانگتے سنا:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحمدُ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لا شَرِيْكَ لَكَ الْمَنَّانُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلاَلِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ" (ابوداود، نسائی، احمد باسنادِ صحیح)

"اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلے سے دعا مانگتا ہوں کہ سب تعریفیں تیرے لئے ہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ اے شفقت و محبت کرنے والے، اے احسان کرنیوالے، اے زمین و آسمان پیدا کرنے والے، اے جلالت اور بزرگی والے، اے ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والے! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں"

حضرت سرورِ عالم ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ اس نے کس وسیلہ سے دعا کی ہے۔ صحابہؓ نے کہا اللہ ورسولہ اعلم!...... تو رسولِ اکرم ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ اس نے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کی ہے۔ جس کے ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے۔

اسی طرح وہ انصاری جسے پیشہ ور قاتل ڈاکو نے جنگل میں گھیر لیا اور وہ ہر صورت میں اسے قتل کر کے اس کا مال اور خچر لینا چاہتا تھا تو انصاری نے اس طرح دعا کی:

"يَا وَدُودُ يَا ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيدُ يَا فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ اَسَالُكَ بِعِزَّتِكَ الَّتِى لاَ تُرَامُ وَ بِمِلْكِكَ الَّذِي لاَ يُضَامُ وَبِنُورِ الَّذِي مَلَأَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ اَنْ تَكْفِيَنِى شَرَّ هٰذَا اللِّصِّ يَا مُغِيثُ اَغِثْنِي (الاصابہ ص ۸۲، بحوالہ حیاۃ الصحابہ)

"اے محبت کرنے والے، بزرگ عرش والے، اے جو چاہے سو کرنے والے! میں تیری ہمیشہ رہنے والی عزت اور بادشاہی کے وسیلے سے اور تیرے عرش کے ارکان کو بھرنے والے نور کے وسیلے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس چور (ڈاکو) سے بچا، اے فریادرس! میری مدد فرما"

تو اس نے دیکھا کہ سفید کپڑوں میں ملبوس کوئی گھوڑ سوار آیا، اس نے ڈاکو کو سینے میں نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔

الغرض بزرگانِ دین کی دعاؤں کی قبولیت کا راز یہ تھا کہ وہ حلال کمانے کے ساتھ ساتھ اسماءِ حسنٰی کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے۔ اگر آپ ایسی بے شمار دعائیں دیکھنا چاہیں تو الورد المصفّى المختار من كلام الله و كلام سيد الأبرار اور كتاب الأذكار از امام نوویؒ دیکھیں لیکن ایک دعا جسے میں درج کئے بغیر نہیں رہ سکتا، وہ یہ ہے کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب کسی آدمی کو غم واندوہ لاحق ہو تو وہ یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّى عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِيَتِى بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَائُكَ، اَسَالُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِى كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَ بِهٖ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِى وَ نُورَ صَدْرِىْ وَجِلاَءَ حُزْنِى وَ ذِهَابَ غَمِّى"

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا، تیری بندی کا بیٹا، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم مجھ پر جاری وساری ہے، میرے متعلق تیرا فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ میں تجھ سے تیرے سب اسماءِ حسنٰی (کے وسیلے) سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنی ذات کے لئے رکھے، یا کسی کتاب میں نازل کئے، یا کسی مخلوق کو سکھائے یا اپنے پاس ہی رکھنے پسند کئے، تو قرآن کو میرے دل کی بہار اور سینے کا نور بنادے اور اسے میرے غم واندوہ کا مداوا بنادے۔

...... تو اللہ اس آدمی کے غم واندوہ دور کر کے خوشی وفرحت اور سرور نصیب کرے گا"

(مسند احمد، ابن حبان بسند صحیح)

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ اپنے اسماءِ حسنٰی اور صفاتِ جمیلہ کے وسیلے کو پسند کرتا ہے، اسی لئے آنحضرت ﷺ نے ہمیں نیک اَعمال کا وسیلہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔

نیک اَعمال کا وسیلہ

اس طرح کا وسیلہ بھی جائز اور مشروع ہے کہ بندہ یوں کہے:

"اے اللہ! میں اس وجہ یا وسیلے سے کہ تجھ پر ایمان رکھتا ہوں یا تیرے پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے محبت رکھتا ہوں اور اس کا تابعدار ہوں تو میرے گناہ معاف کردے یا مجھے معاف کردے یا میری حاجت پوری کردے یا میری مشکل حل کردے۔"

اس قسم کے وسیلے کو اللہ نے پسند فرمایا ہے۔ قرآن میں ہے کہ میرے بندے یوں کہتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ﴾

"اے ہمارے رب ہم تیری نازل کردہ کتاب پر ایمان لائے اور تیرے رسول ﷺ کی تابعداری کی۔ (اس وسیلے سے) ہمیں بھی (اپنی وحدانیت کے) گواہوں میں لکھ لے"

اس جیسی دیگر آیات "قرآنی دعائیں" نامی کتاب میں دیکھیں جن میں ایمان کو وسیلہ بنایا گیا ہے کیونکہ ایمان بھی نیک عمل ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ

"تم سے پہلے تین آدمی پہاڑوں میں سفر کر رہے تھے کہ بارش سے بچنے کے لئے غار میں داخل ہوگئے۔ اچانک اس غار کے دہانے پر بڑا وزنی پتھر آگیا۔ اس طرح وہ گویا زندہ ہی قبر میں دفن ہوگئے۔ اس غار سے نکلنے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ لاچار ہو کر آپس میں کہنے لگے کہ پتھر اتنا گراں اور بھاری آپڑا ہے کہ ہم سے ہرگز ہٹایا نہیں جاسکتا۔ اب سوائے اللہ کی ذات کے اور کوئی ہمیں یہاں سے زندہ وسلامت نہیں نکال سکتا۔ لہٰذا اپنے صالح اعمال یاد کرو اور انہیں اللہ کے ہاں وسیلہ بناؤ شاید کہ اللہ ہمیں نجات دے دے۔

ایک کہنے لگا: اے اللہ! میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور ہر شام کو میں واپس آکر اس وقت تک اپنے بال بچوں کو دودھ نہیں پلاتا تھا جب تک میں اپنے بوڑھے ماں باپ کو دودھ نہ پلا لیتا۔ ایک دن میں اپنی بکریاں دور لے گیا۔ عشاء کے بعد گھر واپس آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بوڑھے ماں باپ سوگئے ہیں اور میرے بچے بھوکے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے دودھ دوہا اور پیالہ بھر کر والدین کے سرہانے کھڑا ہوگیا۔ میرے بچے میرے قدموں میں رو رہے تھے لیکن میں نے انہیں اس وقت تک دودھ نہ پلایا جب تک میرے بوڑھے والدین خود نہ بیدار ہوئے اور دوبارہ دودھ پی کر سو نہ گئے۔ اے اللہ! اگر تو سمجھتا ہے کہ میں نے یہ عمل خالص تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے پتھر ہٹا دے۔ چنانچہ پتھر تھوڑا سا سرک گیا لیکن وہ نکل نہ سکتے تھے۔

دوسرے نے کہا: اے اللہ! میں اپنے چچا کی لڑکی کو دنیا ومافیہا سے زیادہ چاہتا تھا لیکن وہ کسی طرح بھی میرے دامِ فریب میں نہ پھنستی تھی۔ ایک سال اسے بے پناہ غربت نے گھیر لیا وہ مجبور ہو کر میرے پاس آئی تو میں نے دیناروں کے عوض اسے زنا پر آمادہ کر لیا۔ لیکن جب اس جگہ بیٹھ گیا جہاں آدمی اپنی بیوی کی مخصوص جگہ پر بیٹھتا ہے تو وہ لرز گئی اور کانپتی ہوئی بولی: اللہ کے بندے! ڈر اور بغیر حق کے مہر نہ کھول، اے اللہ! میں تیرے خوف سے ڈر گیا اور گناہ سے باز آیا اور سارے دینار اسے بخش دیئے۔ اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے یہ گناہ تیرے خوف سے چھوڑا تھا۔ اے اللہ! اس نیک عمل کے ذریعے اس پتھر کو ہٹا دے۔

پتھر تھوڑا سا اور سرک گیا اور باہر کا جہاں نظر آنے لگا لیکن وہ ابھی تک نکل نہ سکتے تھے۔

تیسرے نے کہا: اے اللہ! میرے ہاں کسی مزدور نے کام کیا۔ میں نے مزدوری دی لیکن اس نے کم سمجھ کر نہ لی اور ناراض ہو کر چلا گیا۔ لیکن میں نے اس کی مزدوری کو اپنی تجارت میں شامل کر لیا۔ اس طرح وہ مال بڑھتا بڑھتا بہت زیادہ ہو گیا۔ کئی سال بعد اس مزدور کو کسی مجبوری نے گھیر لیا تو وہ میرے پاس آیا اور مزدوری مانگنے لگا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ کے بندے! یہ سب اونٹ، گائیں اور بھیڑ بکریاں جو جنگل میں چر رہی ہیں، تیری ہیں۔ وہ غریب آدمی کہنے لگا: ”اللہ کے بندے! مجھ غریب سے مذاق نہ کر“ میں نے اسے کہا کہ اے اللہ کے بندے! خدا کی قسم، یہ مذاق نہیں ہے بلکہ یہ تیرا ہی مال ہے جو میں نے تجارت کر کے بڑھایا ہے۔ چنانچہ اس نے سارے کے سارے جانور ہانک لئے اور مجھے کچھ نہ دیا۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ خالص عمل تیرے لئے کیا ہے تو پتھر کو ہٹا دے۔ چنانچہ پتھر ہٹ گیا اور صحیح سلامت باہر نکل آئے۔“ (بخاری، مسلم)

اس صحیح روایت سے معلوم ہو گیا کہ نیک اَعمال کا وسیلہ بھی جائز ہے اور اللہ اور رسول ﷺ نے اسے پسند کیا ہے۔

وسیلہ کی تیسری قسم

نیک آدمی سے دعا کرانا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ زندہ اور موجود آدمی سے دعا کرائی جائے۔ یہ صورت بھی جائز اور مشروع ہے۔

(۱) ایک دفعہ حضرت عمرؓ عمرہ ادا کرنے کیلئے رخصت ہونے لگے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”لاتنسنا يا أخي في دعائك“ (ابوداود، ترمذی)

”اے میرے بھائی مجھے اپنی دعاء میں نہ بھلانا“

(۲) ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک وفد آیا اور خشک سالی کی شکایت کی اور بعد میں دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! انہیں بارش عطا فرما......“

رئیس وفد کہنے لگا: "یارسول اللہ ﷺ! اپنے ہاتھ بھی اٹھائیے کیونکہ یہ بہترین اور اعلیٰ طریقہ ہے۔ آپ مسکرائے اور ہاتھ اٹھا کر دعا دی۔ چنانچہ انہیں واپس جاکر خبر ملی کہ ٹھیک اس وقت یہاں بارش ہوگئی تھی" (زاد المعاد)

(۳) بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی نے درخواست کی کہ اے رسول اکرم ﷺ! مویشی ہلاک ہوگئے راستے خشک ہوگئے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بارش عطا فرمائے۔ آپؐ نے ہاتھ اٹھائے اور ان الفاظ سے دعا کی: "اَللّٰھم اَغِثْنَا، اللهم اغثنا، اللهم اغثنا"

"اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما (تین مرتبہ یوں فرمایا)"

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم آسمان پر بادل کا ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے کہ اچانک کوہِ سلع کے پیچھے سے چھتری کی طرح بادل نمودار ہوا۔ آن ہی آن میں ہم پر بلند ہوا اور پھیل گیا اور بارش شروع ہوگئی اور اتنی بارش ہوئی کہ ہفتہ بھر سورج نظر نہ آیا۔ اگلے جمعہ پھر اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! مال ہلاک ہوگئے، راستے بند ہوگئے، اللہ سے دعا کریں کہ بارش بند کردے تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: "أللهم حوالينا ولاعلينا أللهم على الاكام والظراب وبطون الأودية ومنابت الشجرة"

"اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا اور ہم پر بارش نہ کر۔ اے اللہ! زمین کی تہوں پر پہاڑوں کے درمیان، وادیوں، درخت اگانے والی جگہوں پر برسا، چنانچہ فوراً بادل چھٹ گیا اور ہم دھوپ میں چل کر واپس آئے" (صحیح بخاری: ص ۱۳۸)

(۴) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور میں جب بھی قحط (خشک سالی) پڑتا۔ آپؓ حضرت عباس بن عبدالمطلب سے دعا کرواتے اور حضرتؓ کو منبر پر ساتھ لے جاتے اور کہتے:

"أللهم إنا كنا نتوسّل إليك بنبيّنا ﷺ فتَسقِينَا وإنَّا نتوسَل إليك بعمِّ نبيِّنا فاسقِنا" (بخاری، ص ۳۹) "اے اللہ! ہم بارش طلب کرنے کے لئے تیرے نبی ﷺ کے ذریعے تیری طرف وسیلہ پکڑتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا کرتا تھا اور اب بھی تیرے نبی ﷺ کے چچا کے ذریعے تیری طرف وسیلہ پکڑتے ہیں تو ہمیں بارش عطا فرما"

یہ وسیلہ پکڑنے کی صورت کیا تھی، اس کا جواب حدیث فتح الباری جلد ۲ ص ۳۹۹ میں ہے:

"كانوا إذا قُحطوا على عهد النبى ﷺ استسقوا به فيتسقى لهم فيُسقون فلمّا كان فى إمارة عمر...... الحديث

"وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بوقتِ خشک سالی اور قحط، رسول اللہ ﷺ سے دعا کراتے، پس آپ ﷺ ان کے لئے دعا کرتے تو ان پر بارش ہو جاتی۔ جب حضرت عمرؓ کے دور میں

قحط آتا (ہوتا) تو آپؓ حضرت عباسؓ سے دعا کراتے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ ان الفاظ میں دعا کرتے:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ يَنْزِلُ بَلَاءٌ إِلاَّ بِذَنْبٍ وَلَمْ يَكْشِفْ إِلاَّ بِتَوْبَةٍ وَقَدْ تَوَجَّهَ الْقَوْمُ بِيْ إِلَيْكَ لِمَكَانِيْ مِنْ نَّبِيِّكَ وَهٰذِهِ أَيْدِيْنَا إِلَيْكَ بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِيْنَا بِالتَّوْبَةِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ"

"اے اللہ! کوئی آفت نازل نہیں ہوتی مگر گناہوں کی وجہ سے۔ اور نہیں دور ہوتی مگر توبہ کے ساتھ۔ یہ لوگ مجھے تیرے سامنے (توبہ واستغفار کے لئے) لائے ہیں۔ کیونکہ میں تیرے نبی ﷺ کا قرابت دار ہوں۔ یہ ہمارے گنہگار ہاتھ تیرے طرف بلند ہیں اور ہماری پیشانیاں تیری طرف اُٹھی ہوئی ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما"...... چنانچہ پہاڑوں کی طرف بادل اٹھے، زمین پر بارش کی وجہ سے ہریالی ہوئی اور لوگ خوش ہوگئے"

(۵) اسی طرح خلیفۃ المسلمین اور رسول اللہ ﷺ کے برادرِ نسبتی، کاتبِ وحی الٰہی حضرت معاویہؓ بھی حضرت یزید بن اسود جرشی مستجاب الدعوات تابعی سے دعا کرواتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تو فوراً بارش ہو جاتی (ابن عساکر جلد ۸/۵۱/ از سلیم بن عامر خبائری)

ان حوالہ جات سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے:

اگر فوت شدہ پیغمبروں اور بزرگوں کا وسیلہ جائز ہوتا تو حضرت عمر فاروقؓ کبھی حضرت عباسؓ کی دعا کو وسیلہ نہ بناتے۔ کیونکہ رسولِ کریم ﷺ زندگی اور زندگی کے بعد بھی حضرت عباسؓ تو کجا سب پیغمبروں اور ولیوں سے افضل ہیں اور خدا کے مقرب رسول ہیں۔ اس لئے کسی شخص کے وِصال کے بعد اس کا وسیلہ جائز نہیں۔ اس لئے تو تمام صحابہ اور انصار و مہاجرین اصحابِ بیت رضوان آپ کے روضۂ اطہر کو چھوڑ کر حضرت عباسؓ سے دعا کرانے جاتے تھے۔ اگر کسی برگزیدہ ہستی/ذات کا وسیلہ جائز ہوتا تو صحابہ کرامؓ اپنے گھروں، دکانوں کھیتوں میں یا جہاں کہیں بھی ہوتے، وہیں کہتے: "اے اللہ! ہمیں رسول اللہ ﷺ یا حضرت عباسؓ یا حضرت یزید بن اسود کے وسیلے سے بارش عطا کر!"

لیکن سب کو معلوم ہے کہ انہوں نے ہرگز ایسا نہ کیا بلکہ پاس جاکر ان سے دعا کرائی ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور خصوصاً اولوالعزم پیغمبروں اور حضرت ایوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ وغیرہم کو خطرناک بیماریوں اور مصیبتوں نے گھیرا ہے۔ انہوں نے کبھی اپنے سے پہلے گزرنے والے پیغمبروں کا وسیلہ نہیں پکڑا۔ اگر یہ جائز ہوتا تو کم از کم ہمارے نبی ﷺ اپنی اُمت کی تعلیم کی خاطر کبھی تو حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ یا حضرت اسماعیلؑ یا دیگر انبیاء کی قبروں پر جاکر وسیلہ پکڑتے۔ لیکن معلوم ہے کہ انہوں نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ قرآن مجید اور ساری صحیح احادیث پڑھ لیں

بھلا کسی پیغمبر نے سوائے اسماءِ الٰہی اور اعمالِ صالح یا زندہ آدمی سے دعا کرانے کے کوئی وسیلہ پکڑا ہے؟

☆ وسیلہ کے متعلق امام ابو حنیفہؒ اور حنفی بزرگانِ دین کا موقف

وسیلہ بالذات کے متعلق حضرت امام ابو حنیفہ اور حنفی بزرگان دین کا موقف بڑی دور اندیشی اور حکمت پر مبنی ہے۔ گردوپیش میں روز افزوں آستانوں کی کثرت اور وہاں ہونے والے شرکِ اکبر کی ابتداء غالباً اسی چھوٹے سے شگاف سے ہوئی۔ امام ابن قیمؒ تبعید الشیطان میں فرماتے ہیں کہ

”عام آدمی پہلے تو بزرگانِ دین کے وسیلے سے اللہ سے فریاد کرتا ہے۔ پھر اگلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان سے فریاد کرتا ہے کہ میرے لئے اللہ سے دعا کرو۔ پھر اگلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ یہ سمجھ کر کہ اللہ نے خزانے اس کے سپرد کر رکھے ہیں، وہ ان سے فریادیں کر کے ان کے نام نذرانے دے کر اسی شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے جس میں ابو جہل اور دیگر مشرکین مکہ گرفتار تھے“

(۱) حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ شیبانی فرماتے ہیں:

"يكره أن يقول الرجل أسألك بحق فلان أو بحق أنبيائك ورُسلك وبحقّ بيت الحرام والمشعر الحرام إذ ليس لأحد على الله حق" (شرح فقہ اکبر: ص ۶۱)

”کسی آدمی کا اس طرح مانگنا مکروہ ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے فلاں کے وسیلے یا نبیوں اور رسولوں کے وسیلے سے اور بیت اللہ یا مشعر الحرام کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں“ (حق کی تشریح آگے آرہی ہے)

۲۔ فقہ حنفی کی اہم ترین کتاب الهداية ہے اور حنفی علماء کرام نے اس کتاب کے متعلق کہا ہے: "الهداية كالقرآن" کہ ہدایہ قرآن کی طرح ہے یعنی جس طرح قرآن نے پہلی آسمانی کتابیں منسوخ کردیں، اسی طرح ہدایہ نے فقہ کی پہلی کتابیں منسوخ کردیں۔ صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں:

"ويكره أن يقول فى دعاء بحق فلان وبحق أنبيائك ورسلك إذ لا حقَّ للمخلوق على الخالق" (ہدایہ اخیرین: ۴۷۳)

”اور کسی آدمی کا اپنی دعا میں یہ کہنا مکروہ ہے کہ فلاں کے وسیلے سے یا نبیوں اور رسولوں کے وسیلے سے یہ سوال کرتا ہوں کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں“

(۳) فقہ حنفی کی مبسوط کتاب "البحر الرائق شرح كنز الدقائق" میں امام ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں:

"لا يجوز أن يقول بحقّ فلان وكذا بحق أنبيائك وأوليائك ورسلك والبيت الحرام والمشعر الحرام لأنه لا حقَّ للمخلوق على الخالق و إنما يخص برحمته من يشاء من غير وجوب عليه" (البحر الرائق، جلد ۸، ص ۲۰)

”اس طرح کہنا جائز نہیں کہ میں فلاں کے وسیلے سے، اس طرح تیرے رسول اور تیرے ولیوں اور رسولوں، بیت اللہ اور مشعر الحرام کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی احسان / حق نہیں۔ وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہے (ولایت یا رسالت) کیلئے خاص کردے“

(۴) فتاویٰ عالمگیری میں جسے پانچ صد ۵۰۰ حنفی علماء کرام کے بورڈ نے مرتب کیا تھا، لکھا ہے:

ويكره أن يقول في دعاء بحق فلان و كذا بحق أنبيائك و أوليائك أو بحق رسلك ...... الخ (ص ۳۸) ”اس طرح دعا مانگنا مکروہ ہے کہ میں فلاں کے وسیلے اور اسی طرح تیرے نبیوں اور تیرے ولیوں یا رسولوں کے وسیلے سے مانگتا ہوں“

(۵) الدر المختار (ج ۲/ ۶۳۰) حنفی فقہ کی چوٹی کی کتاب میں ہے:

وعن أبي حنيفة لا ينبغي لأحد أن يدعو الله إلا به والدعاء المأذون فيه المأمور به من قوله تعالىٰ ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾

”اور حضرت ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اللہ کو اس کے (اسماء و صفات کے سوا) کسی کی ذات کو پکڑ کر پکارے۔ جس چیز کا اذن ہے اور اس کا حکم ہے، وہ اللہ کے اس قول سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے: اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں تم ان کے وسیلے سے اللہ کو پکارو“ (مزید تحقیق کیلئے امام زبیدی کی شرح احیاء العلوم: ج ۲/ ۲۵۸ اور امام ابوالحسین قدوری حنفی کی شرح کرخی دیکھیں)

(۶) فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب (درِّ مختار) میں حنفی بزرگوں کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

"واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع الزيت و نحوها إلى ضرائع الأولياء الكرام تقرّبًا إليهم فهو باطل وحرام بالاجماع" (ص ۱۳۱) ”جان لو کہ عوام کی وہ نذریں اور نیازیں جو فوت شدگان بزرگوں کے نام پر دیتے ہیں اور وہ درہم اور شمع اور تیل اور اسی طرح کے دیگر نذرانے جو وہ اولیاءِ کرام کے آستانوں پر دیتے ہیں وہ بالاتفاق باطل اور حرام ہیں“

اس عبارت کی شرح میں علامہ ابن عابدین حنفی فرماتے ہیں کہ ان کے باطل اور حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ:

”۱۔ وہ نذرانے مخلوق کی نذریں ہیں اور مخلوق کے نام پر نذر جائز نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کے لئے ہے، مخلوق کے لئے نہیں۔

۲۔ جس کو نذر دی، وہ فوت شدہ ہے جو مالک نہیں ہوتا۔

۳۔ نذر دینے والوں نے یہ سمجھ کر دی ہے کہ یہ بزرگ نفع و نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور یہ اعتقاد کفر ہے“ (درّ المختار: ۱۳۱)